

ریاست مدینہ اور خواتین کی معاشی کفالت سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

Riyast-e-Madina and women's economic support in the light of the Prophet's
(P.B.U.H) Biography

Dr. Syeda Kehkashan Hashmi

Assistant Professor, Department of Islamic studies, Federal Urdu university Abdul
Haq campus.

Dr. Sibghat Ullah

Associate Professor, College Education Department, Sindh.

Email: drsibghataziz@gmail.com

Dr. Afshan Naz

Associate Professor, College Education Department, Sindh.

<https://orcid.org/0000-0002-7304-7374>

Received on: 08-10-2023

Accepted on: 11-11-2023

Abstract

Islam is a complete code of life, it gives divine guidance and provided a complete practical model in the life and practices of Prophet Muhammad (Peace be upon him) for all human beings till the Day of Judgment. It could be applied in each and every era. It also gives a complete economic system where ever is followed could solve the all major problems of human beings which they face in capitalism and Communism. This system can be tracked back to Riyast-e-Madina (The state of Madina) where and Islamic Society and government was formed based on Quran and Sunnah. This economic system eliminated all sort of inequalities of brother hood oppression and economic injustices. There is no precedence of Humpe Nizame Akhwa (The system of brotherhood) which was formed by Prophet Muhammad (peace be upon him) between "Ansars (Madanian) and Mohajir or immigrants (Makkans). Here was sharing between have and not have which led towards the Success Riyasate Madina and paved the Way for it to become one of the greatest powers of its time.

Keywords: Riyast-e-Madina, women economic, Prophet (P.B.U.H),

ریاست کی لغوی تحقیق

لفظ ریاست عربی زبان کے لفظ رئیس سے ماخوذ ہے۔ جس کی اصل یوں ہے اس پر لیس علم الصرف میں اصلاحا مہوز العین کہلاتا ہے (روویروس باب کرم یکرم سے معنی ہو گا رئیس ہونا سردار ہونا۔ اس پیرکس باب ضرب یضرب سے معنی ہو گا قوم کا سردار ہونا۔ اور رائس پر کسی فتح یفتح سے معنی ہو گا سر پر مارنا یا سیلاب کا کوڑا جمع کرنا) (1) اس کا تین کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اگر عین کلمہ کو نصب (یعنی زبر) دے دیا جائے تو اس کو اس پڑھا جائے گا۔ جس

کے معنی انسانی سر کے ہیں۔ اور تمام جسم انسانی میں یہ بلند ہوتا ہے اس لئے اس کو سر کہتے ہیں۔ صاحب لسان العرب، رقم طراز ہیں کہ کل جزء منها رأساً سالم قال ينتطحان فراخ المعاني ورأسه يرأسه رأساً أصاب رأسه ورئس راسا (2) پھر مزید آگے اس مقام پر وضاحت کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں

وهكذا رايته في كتاب الليث وقال والقياس راسو كما رووه ابن سكيت يقال قدتر استعلى القوم وقدر أستاذك عليهم وهو رئيسهم وهم الرؤساء والعمامة تقول رؤساء والرئيس سيد القوم و جمع رؤساء وهو الرأس ايضا ويقال ريس مثل قيم بمعنى رئيس (3)

ترجمہ: اس طرح میں نے ان لیث کی کتاب میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں قیاس تو یہ ہے کہ راسوہ اور روسوہ ہو، ان سکیت فرماتے ہیں کہ تم قوم کے سردار ہو اور تمہاری سرداری ان پر ہے اور وہ ان کے رئیس ہیں اور وہ رؤساء ہیں۔ عام لوگ کہتے ہیں ریاء اور رئیس قوم کے سردار کو کہا جاتا ہے۔ اور اسکی جم رؤساء ہے اور وہ ان کا راس (سر) بھی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رئیس قیم کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی رئیس (قیم کا معنی میں رئیس بھی لیتے ہیں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں)۔ (4)

ضرب سے ذالک مثلاً للعللہ والنصفہ واخافت الظالم ونصرته المظلوم حتی اہم لیشر بآب والشاءة من ماء واحد وقوله تهدي الرعية ما استقام الرئس این اذا استقام رئیسهم المیر لا مور هم صلیحت احوالهم باقتداء هم قال ابن العربی وکان یقال أن الریاست تنزل من السماء فیعصب بھار أس من لا یطلبھا وفلان راس القوم ورئس القوم وفي حدیث القیامۃ جاء من حدیث النبویۃ "الم اخرک ترانس وترجع راس القوم صار رئیسهم ومقدّمهم (4)

ترجمہ: اس کے عدل وانصاف کی مثال اس طرح دی جائے کہ اس کی حکومت میں ظالم ڈرے اور مظلوم کی مدد ہو۔ گویا کہ بھیڑ یا اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پئیں۔ اس نے کہا۔ عوام کی ہدایت رئیس کے مضبوط ہونے پر موقوف ہے۔ جب رئیس امور سیاسی میں مستقیم (مضبوط) ہوگا تو اس کی اقتداء کرنے والوں کے احوال ٹھیک ہوں گے۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ریاست آسمان سے نازل ہوتی ہے سردار اس میں تعصب کرتا ہے کہ کوئی اس سے ریاست طلب نہ کرے اور فلاں قوم کا سردار ہے اور رئیس القوم ہے اور حدیث قیامت ہے۔ حدیث نبوی سی ہاں انیم میں آیا ہے (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے فرمائے گا) کیا تم دنیا میں لوگوں کی سرداری نہیں کیا کرتے تھے؟ لوٹ مار کر چوتھائی حصہ نہیں لیا کرتے تھے؟ ریاست کے اجزائے ترکیبی:

ریاست سے مراد وخطہ زمین ہے جس پر افراد کا ایک گروہ مستقل طور پر آباد ہو اور ان کا اپنا آزاد خود کفیل ہمہ طاقتور نظام موجود ہو۔ اس نظام کے نظم و نسق کو چلانے کے لیے حکمران ہو جس کے اختیارات دستور میں موجود ہوں۔ محدود قاص ڈائریکٹر انیورسٹی کالج آف ایجوکیشن،

واہ کینٹ ریاست کے اجزائے ترکیبی کے متعلق رقم طراز ہیں۔

(1). آبادی

(2). محظ زمین

(3). خود مختاری یا اقتدار اعلیٰ

(4). اور حکومت شامل ہیں۔

آبادی سے مراد مختص خانہ بدوشوں کے گروہ نہیں بلکہ مستقل آباد ہونے والے افراد اور ان کے خاندان جو کسی مخصوص زمین پر آباد ہوں۔ ایک دوسرے کے ہمدرد، غمخوار، غمگسار اور مددگار ہوں۔ ایک مشترک اقتداری اعلیٰ کے ماتحت جن کا سیاسی نظام ایک ادارے حکومت کے ماتحت ہو۔ جو جمہوری نظام حکومت میں انتخابات کے ذریعے اور شہنشاہیت میں ”جبر و استبداد کے ذریعے یہ اختیارات حکومت کو حاصل ہوتے ہیں۔ جبکہ اسلامی نظام حکومت میں شوری کے توسط سے یہ اختیارات تفویض کیے جاتے ہیں۔

ریاست کے عناصر:

ریاست کے عناصر بھی لازمی ہیں، جن کے بناء ریاست کا وجود ممتنع ہے۔ اور وہ درج ذیل ہیں۔

(1). آبادی

(2). علاقہ

(3). حکومت اور

(4). اقتدار اعلیٰ

مذکورہ بالا عناصر اربعہ میں ابتدائی دو عناصر:

۱: آبادی اور ۲: علاقہ ”طبعی عناصر“ کہلاتے ہیں۔ جبکہ موخر الذکر دو عناصر: حکومت اور ۴: اقتدار اعلیٰ عناصر کہلاتے ہیں۔ ریاست میں تین اقسام کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

(۱) Citizen (شہری):

وہ لوگ کہ جن کو ریاست کے تمام حقوق و فرائض و وظائف حاصل ہوتے ہیں۔

(۲) National (قومی):

وہ جو کہ ریاست کے مسلم شہری ہوتے ہیں لیکن کم عمری یا کسی اور وجہ سے سیاسی حقوق حاصل نہیں ہوتے۔

(۳) غیر ملکی:

وہ جو کسی دوسری ریاست کے شہری ہوتے ہیں مگر عارضی طور پر ریاست میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ پھر ان کی ہے اقسام ہیں

(1) ذی

(۲) متامن۔

ذی:

هو المعاهن الذي اعطى عهدا يا من به على ماله وعرضه ودينه، وهي ذمية وه ذمی جس کو پناہ دی گئی ہو امن کے عہد کے ذریعے اس کا مال اور اس کی عزت اور اسکے مذہب کی وہ ذمی کہلاتا ہے۔ (4)

متامن:

اي الطالب تلامان (هو من يدخل دار غير بامان) مسلما كان او حرياً
یعنی امن کا طلب وہ جو کہ اپنی ریاست کے علاوہ ریاست میں امن لے کر داخل ہو جائے خواہ مسلم ہو یا حربی وہ غیر مسلم تاجر جو اسلامی ریاست میں امن کے تجارت کی غرض سے آکر ٹھہرے (5)

مذہبی ریاست:

وہ ریاست ہے جہاں قوانین و احکام انسانوں کے بنائے ہوئے ظاہر نہ کیے جائیں بلکہ وہ قوانین احکام الہی سے منسوب و موسوم کیے جائیں بالفاظ دیگر مذہبی ریاست ایسی ریاست ہے جس میں اقتدار اعلیٰ کے مالک افراد نہ ہوں بلکہ یہ افراد اور باشندے احکام خداوندی کے ترجمان ہوں۔ اسلامی عقائد و تعلیمات اور یہود و نصاریٰ کی رو سے سب سے پہلے حضرت داود علیہ السلام کو بادشاہی کا منصب عطا کیا گیا جب کہ وہ اپنے زمانے کے پیغمبر مبعوث کیے گئے تھے۔ ان سے قبل کسی نبی کو بھی سیاسی اقتدار نہیں عطا کیا گیا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مذہبی ریاست خالصتاً نظریاتی ریاستیں ہو آرتی ہیں۔ روئے زمین پر صرف دو ہی باتیں معرض وجود میں آئی۔ (1) مدینہ منورہ اور (۲) پاکستان (۳) اسرائیل جبکہ زمانہ قدیم میں کلیا و مندروں کے پادری و پجاری ان مذہبی ریاستوں کے بے تاج بادشاہ رہے اور ظلم کی طویل داستان تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ (6)

غیر مذہبی ریاست / سیکولر ریاست:

سیکولر اور سیکولر ازم خالص مغربی اصطلاحات ہیں۔

لاطینی زبان میں سیکولم (Seculum) کے لغوی معنی لادینیت کے ہیں۔ جبکہ انگریزی زبان میں secular کے معنی لادینی لاندہی کے ہیں وہ تمام ادارے جو کلیساء کے مذہبی قانون کو تسلیم نہ کرتے ہوں (سیکولر کہلاتے ہیں۔

بالفاظ دیگر وہ نظام زندگی جو مذہب اور احکام خداوندی سے منسوب نہ ہو اور نہ ہی اسکی مخالفت کرے اس کو سیکولر ازم (Secularism) کہا جاتا ہے۔

قومی ریاست:

ہر وہ ریاست جہاں قومیت اور قوم پرستی کا عنصر موجود ہو وہ قومی ریاست ہی ہے۔ یہ نظریہ جن تصورات اور رجحانات سے معرض وجود میں آیا یورپ میں ان کی طویل داستانیں ہیں۔ یورپ کے بے شمار علاقوں میں قومی امتیازات اور اختلافات کا شعور عہد وسطی کے آخر میں پایا جاتا تھا۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان صد سالہ جنگ (1453ء-1337ء) کو قومی شناس کی ابتدا تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست اور سیکولر ازم:

درج بالا سیکولر کی لغوی تحقیق و تخریج سے سیکولر کا لغوی اور مغرب میں اس اصطلاح کے استعمال کو سمجھ لینے کے بعد اسلامی ریاست کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اسلامی ریاست کا اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور خلیفہ اس کے نازل کردہ احکام و نافذ کرتا ہے۔ جبکہ سیکولر ازم میں مقتداء عوام ہوتے ہیں۔ جو ان کے مفاد میں ہو خواہ اس کا تعلق ظلم و تعدی سے ہو وہی قانون ہوتا ہے۔ جبکہ اسلامی ریاست کے نظام کی بنیاد و اساس ایسے نظام پر منتج ہے جس کا مقصد اس عالم کی بقاء انسانیت کی بقاء اور عزت نفس کی بقاء ہے۔

اسلام کا تصور امت / ملت:

کوئی فرد خواہ کسی رنگ نسل یا علاقے سے تعلق رکھتا ہو، جب وہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو وہ ملت اسلامیہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہ امت مسلمہ میں ایک نمایاں اور غیر معمولی حیثیت و مقام رکھتا ہے۔

سرحدوں کی درجہ بندی ملت امت مسلمہ کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھی۔ قوم اور قومیت کا تصور مغرب استعماری قوتوں کی پیداوار ہیں۔ یہ تصور خالصتاً غیر مذہبی ہے۔ قوم اور قومیت کا تصور دراصل رنگ و نسل اور جغرافیائی اور نسلی و لسانی تصور قومیت کے خلاف و ملت کا تصور پیش کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا

كان الناس امت واحد 3 - پ ۲ البقرة

علامہ اقبال نے اس فکر اور نظریہ قرآن کو یوں بیان کیا۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں (7)

مغربی مفکرین کی تنقید:

مغربی مفکرین اسلام کے تصور ملت پر عموماً یوں تنقید کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ ملت کا تصور وطن کی عظیم وابستگی سے خالی ہے۔ یعنی جہاں ملت کا تصور اور نظریہ ہوگا، بلوگ وطن اور اس کی تعمیر و غیرہ سے بدل ہو کر آنکھیں بند کر دیں گے

راقم الحروف کی تحقیق و نتیجہ:

مغرب کی یہ صلح اور عامیانہ فکر ہے جو تجربات سے واضح ہے۔ مشاہدہ و تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملکیت کے تصور سے حب الوطنی محدود نہیں پڑتی اور نہ ہی وطن کو مثالی بنانے کا جذبہ معدوم پڑتا ہے مثلاً

انہی مکر م ای یارب مکہ سے ہجرت فرمانے لگے تو آپ آبدیدہ ہو گئے۔
۲: پہلی اسلامی ریاست مدینہ المنورہ میں جو پہلا میثاق و معاہدہ طے کیا گیا اس میں یہ شق قابل غور ہے کہ مدینہ کی حفاظت ہر فریق کے لیے یکساں ہے۔ کوئی انصار یا مہاجر کسی کی کافر کو نہ پناہ دے گا اور نہ اس کی مدد کرے "گا، اگر مدینہ پر حملہ ہوا (خواہ وہ مسلمانوں پر ہو یا قبیلہ یہود و نصاریٰ) سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ (اور اپنے وطن کی حفاظت میں سب برابر ہیں)۔ حب الوطنی کی سوچ اور فکر بھی نبی مکرم ہی ہیں انہم نے عطا فرمائی اور وطن کی محبت اور وطن کی حفاظت کے لیے لڑائی کرنا عبادت اور جو اس میں مارا جائے اسلام نے اس کو شہادت کا درجہ دیا ہے۔ اہل مغرب اب تک مسلمیت اور تصور امت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اسلام نے واضح کر دیا کہ ملت دو ہی ہیں:-

۱: ملت اسلام ۲: ملت کفر

اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تاجک کا شجر (8)

دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کے بنیادی اصول:

پہلی اسلامی ریاست جو مدینہ منورہ میں قائم کی گئی اسکے بنیادی اصول درج ذیل انتہائی اختصار کے ساتھ پیش نظر ہیں۔

1. توحید و رسالت

2. اقدار اعلیٰ

3. اطاعت و وفاداری

4. شوری

5. مساوات

6. اسلامی دستور و قانون اور انکے ماخذ

قرآن، معاہدہ اور ریاست:

قرآن کریم میں بھی معاہدے کا ذکر کرتا ہے۔ وہ معاہدہ جو تخلیق کائنات و تکمیل انسان کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد سے لیا گیا چنانچہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سرکار دو جہاں سی بی ایم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو آپ لی بی انہم نے فرمایا جب تخلیق آدم علیہ السلام ہوئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ان کی پشت پر پھیرا جس کے سبب آپ کی ہونے والی ساری اولاد ظاہر ہو گئی اور ان سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے بی (ہاں) سے اس کا جواب دیا۔ (9)

نبی مکرم، سرور دو جہاں مل بی ایم نے بھی مدینہ منورہ اسلامی ریاست (Islamic State) کی بنیاد رکھتے وقت یہود سے باہمی عہد و پیمان

فرمایا تھا۔ جسے تاریخ نے میثاق مدینہ کی اصطلاح کی صورت میں اپنے سینے میں محفوظ کر رکھا ہے۔ "(10) ہے۔"

سیاست کی تعریف:

علامہ سید مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی (۱۲۰۵ھ) اپنی تصنیف تاج العروس میں رقمطراز ہیں:-

سیاست کا معنی ہے کسی چیز کی اصلاح کا انتظام کرنا (11)

اصطلاحی تعریف:

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رقمطراز ہیں: سیاست کا معنی ہے ملک کے داخلی و خارجی استحکام کے لئے غور و فکر اور تدبیر کرنا، اچھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنا قوم کے دکھ درد دور کرنا، ان کی فلاح و بہبود کے لئے لائحہ عمل بنانا۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب تبصرہ کرتے ہوئے مزید رقمطراز ہیں: لیکن ہمارے ملک میں عملی سیاست یہ ہے کہ ہر جماعت اپنی جماعت کو مظلم اور دوسری جماعت کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور جو جماعت بھی برسر اقتدار آتی ہے وہ ملک کے وسائل کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر کے اپنی جماعت کے افراد تک پہنچانا چاہتی ہے۔ مختلف سیاسی جماعتوں میں یہی ایک چیز قدرے مشترک ہے، (12)

ریاست کے ارتقاء کے متعلق اسلامی نظریہ:

ریاست کی تخلیق یا اس کے قیام کا سبب طاقت ضرورت معاہدہ (عمرانی) یا منشاء الہی ہے مگر قرآنی نقطہ نظر سے جب ہم اس مسئلہ کا بغور جائزہ لیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ طاقت، ضرورت، اور معاہدہ تخلیق ریاست کے محض ضمنی پہلو ہیں۔ بجائے خود عملت حقیقی نہیں۔ علت حقیقی دراصل وہی منشاء الہی ہے جو تخلیق کے بنیادی منصوبے میں کارفرما ہے اور جس کے زیر اثر فطرت انسان میں اپنے سے بلند و بالا ہستی یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ کوئی تقابل اور ہمسری نہیں، کی فرمانبرداری کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔

قرآن اور ریاست:

قرآن حکیم نے ریاست کا جو جامع تصور اور شاندار تشریح بیان کی ہے اس کی نظیر دور تک نہیں ملتی۔ اگر ریاست کے افراد ایمان اور تقویٰ پر قائم ہوتے تو زمین و آسمان سے برکات اہل کران کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتیں۔

چنانچہ ارشاد باری ہوا:

اور مہتوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم کھول دیتے ان پر برکتیں آسمان کیا اور زمین کی (13)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا!:

اور اگر اللہ تعالیٰ بچاؤ نہ کرتا لوگوں کا انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تو (طاقتور کی غارت گری سے) منہدم ہو جاتیں خائف ہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور مد فرمائے گا اس کی جو اس (کے دین) کی مدد فرمائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) سب پر غالب ہے۔ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں

زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سارے کاموں کا انجام (14)

تشریح:-

پیر کرم شاہ لازہری رقم طراز ہیں

ربانی سیاست کا ایک عالمی اصول بیان فرمایا جا رہا ہے۔ کہ طاقت کا توازن برقرار رکھنے میں ہی تمام بنی نوع انسان کا بھلا ہے۔ اگر قوت و طاقت ایک قوم کے ہاتھ میں دے دی جائے تو دنیا کے امن و سلامتی کا جنازہ نکل جائے۔ طاقتور ہاتھ کمزور اور بے بس قوموں پر بے دریغ ظلم ڈھاتا رہے گا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلامی جہاد کے پیش نظر صرف مسلمانوں کا تحفظ ہی مقصود نہیں اور صرف مساجد کی آبادی ہی مطلوب نہیں بلکہ جو قوم اس کے دامن میں پناہ لے گی اسلامی حکومت سب کے تحفظ کی ذمہ دار ہوگی۔ (15)

ریاست کا اسلامی تصور:

اب تک کی بحث سے جو بات سامنے آئی ہے وہ اتنی ہے مختلف نقطہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والوں نے ریاست کی تعریف، مقصد بیان کیا اب ہم اسلامی نقطہ نظر سے ریاست کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ اسلام کا یہ اساسی اور بنیادی عقیدہ ہو نظریہ ہے کہ حقیقی حاکمیت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور انسان اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا!

ان الحکم الا لله، فالحکم لله العلیٰ الکبیر

ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں اس حکم صرف اللہ بلند و برتر کیلئے۔

پھر ارشاد ہوا!

ان الارض لله اور تھا من یشاء من عبادہ

بلاشبہ زمین اللہ کی ہے۔ وارث بنانا ہے اس کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے۔

امام سرخسی اور علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی تصریح سے یہ بات مترشح ہوئی کہ ایسے ممالک جہاں اسلام عمل کرنے کی حکومتی طور پر اجازت نہ ہو اور قانوناً شعائر اسلام جرم قرار دیے جاتے ہوں۔ اور جہاں مسلمانوں کی ناموس اور عصمت محفوظ نہ ہو ان ممالک کو دار الحرب میں شمار کیا جائے گا۔ دور حاضر میں سفارتی تعلقات قائم نہ ہونا بھی دار الحرب کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔

اسلام ایک عالمگیر اور ہمہ گیر دستور حیات ہے انسان کا کوئی پہلو ایسا نہیں خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا اخلاقی، معاشرتی ہو یا معاشی جس کے متعلق دین اسلام میں اصول رہنمائی موجود نہ ہوں۔ انسان کی زندگی میں معاشی معاملات کی اہمیت کی وجہ سے دین اسلام نے مضبوط بنیادوں پر استوار نظام معیشت متعارف کروایا اور معیشت کے بارے میں اولین بنیادی حقیقت، جسے قرآن نے بار بار بیان کیا، یہ ہے کہ وہ تمام ذرائع و وسائل جن پر انسان کی معاش کا انحصار ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور وہ تمام ذرائع و وسائل انسان کے لیے نافع ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وهو الذي جعل لكم الأرض ذلولا فامشوا في مناكبها وكلوا من رزقه وإليه النشور

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کسب معاش کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور انسان کو حصول رزق کی تاکید فرمائی گئی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجعلنا لكم فيها معايش (ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے زمین میں معیشت کے سامان بنائے۔)

ارشاد ربانی ہے:

(3) فَأَذًا فَضَيْتَ الصَّلَاةَ فَانْتَشَرُوا وَافِي الْأَرْضِ يَتَفَوَّانِ فَضْلَ اللَّهِ

پس جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ، آپ ﷺ کی تعلیمات ہمیں بھرپور معاشی جدوجہد کی ترغیب دیتی ہیں۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الطيب ما كل الرجل من كسبه (4)

(بے شک سب سے عمدہ کھانا وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھائے۔)

حضرت برائین عازب سے روایت ہے کہ:

سل النبي أي كسب الرجل الميت قل: عمل الرجل بيده د كل بيع مبرور " (5)

نبی کریم کی سے پوچھا گیا کہ آدمی کی سب سے پاکیزہ کمائی کون سی ہے؟

فرمایا: "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جو نیکی اور بھلائی پر مشتمل ہو۔"

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لان يحترم احدكم حزمة من خطب فيحملها على ظهره قبيلها خيره من ان يسال اجلا يعطيه اور بمنغہ " (06) فيحملها

اگر کوئی لکڑی کا گٹھا باندھے پھر اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اسے بیچ دے تو یہ اس کا یعنی انسان کا کسب معاش کے لیے کوشش کرنا اس کی

عزت نفس کی حفاظت ہے۔

حضرت مقدم سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما اكل احد طعام خيره من ان ياكل من عمل يده وان نبى الله دادود على السلام ياكل من عمل هده (07)

کسی شخص نے اس شخص سے بہتر کمائی نہیں کھائی ہوگی جو خود اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہوں۔ اللہ کے نبی دادود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے

کام کر کے روزی حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل کے ذریعہ بھی کسب معاش کی ترغیب دلائی۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما بعث الله بنيا الارعى فقال اصحابه وانت فقال نعم كنت ارعها على قراربط لاهل مكة (08)

اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی؟ فرمایا: کہ ہاں، میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ حصول رزق کے لیے پوری جدوجہد کرنی چاہیے۔

ارشاد خداوندی ہے: و لقد مكنكم في الارض و جعلنا لكم فيها معاش قليل ما تشكرون (09)

اور البتہ تحقیق ہم نے تم کو زمین میں رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لیے اس میں سامان معیشت پیدا کیے۔ تم میں سے کم لوگ شکر ادا کرتے ہیں۔) یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام نے وسائل رزق صرف مردوں کے لیے مخصوص نہیں کیے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی سی باایام میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی کسب معاش کی کوششیں کی اور معاشی معاش کے سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ اگرچہ دین اسلام نے کسب معاش کے لیے دوڑ دھوپ اور تنگ و دو مرد کے ذمہ عائد کی ہے اور عورت کو گھر کے اندورنی نظام کی ذمہ داری سونپی ہے۔ تاہم کسب معاش عورت پر حرام ہیں بشرطیکہ وہ ضابطے کی پابندی کرے۔ مطالعہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے ایسے شواہد ملتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں اور ان کا طرز عمل آج کی مسلمان خواتین کے لیے نمونہ عمل ہے۔ خواتین عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی سرگرمیوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے درج ذیل مبادین معیشت میں حصہ لیا۔

معاشی تجارت (Trading)

وسائل معیشت میں سب سے اہم وسیلہ تجارت ہے۔ اقتصادی نظام کی ترقی کا دار و مدار تجارت پر موقوف ہے۔ عہد نبوی سی پیداکنم میں بھی لوگ تجارت کے پیشے سے منسلک تھے اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی تجارتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔

اس حوالے سے سرفہرست حضرت خدیجہ بنت خویلد کا نام آتا ہے۔ الطبقات الکبریٰ "میں مذکور ہے کہ: آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے" (10)

ان کے علاوہ بھی بہت سی دوسری خواتین تھیں جو مختلف اشیاء کی تجارت کرتی تھیں۔

ا۔ کھال کی تجارت

ا۔ حضرت ہالہ بنت خویلد:

حضرت ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں اور چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں۔ (11)

ب۔ مختلف اشیائی تجارت:

۱۔ حضرت قبلہ انماریہ:

یہ نہایت مشہور تاجرہ تھیں۔ خود بیان کرتی ہیں کہ:

انی امرأۃ اشترى وایبع... (12)

اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باقاعدہ خرید و فروخت کے اصول و ضوابط سیکھے۔

ج۔ عطر کی تجارت

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کا ایک اہم پیشہ عطر فروشی تھا۔

۱۔ سیدملیکہ ام سائب:

یہ سائب بن اقرع کی والدہ تھیں اور عطر بچا کرتی تھیں۔ ان کے فرزند کا بیان ہے کہ: ان اہہ ملیکۃ دخلت تبیع العطر من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری والدہ ملیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عطر بیچنے کے لیے حاضر ہوئیں۔

۲۔ حول بنت قویت:

یہ خاتون ایسی عطر فروش تھیں کہ وہ العطار کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ حضرت حول بنت قویت حضرت عائشہ کے پاس اپنے خاوند کا مسئلہ لے کر حاضر ہوئیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا:

الحولۃ فهل انتکم وهل التعم منہاشیاً

مجھے حوالا کی خوشبو آرہی ہے کیا وہ تمہارے پاس آئی ہے؟ کیا تم نے اس سے کچھ خریدا ہے۔

۳۔ اسماء بنت محرب:

مشہور سردار مکہ ابو جہل مخزومی کی ماں تھیں۔ ان کے فرزند عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عمدہ عطر بھیجا کرتے تھے۔ جسے وہ فروخت کرتی تھیں اور بالعموم خواتین خانہ ان ہی سے عطر خریدتی تھیں۔ (14)

خواتین کا تجارتی طریقہ کار: (Ways of Trading)

خواتین کی تجارتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مختلف طریقوں کے ذریعہ انہوں نے تجارت میں حصہ لیا۔ مثلاً

۱۔ ملازمین سے کام لینا:

ایک طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اپنے غلاموں یا منتخب لوگوں کے ذریعہ تجارت کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد دنیا کے حوالے سے مذکور ہے

کہ: كانت خديجة امر او تاجرة ذات شرف و مال تستاجر الرجال في مالها (15)

(خدیجہ ایک تجارت پیشہ اور معزز خاتون تھیں۔ وہ اپنے مال تجارت کی خرید و فروخت کے لیے مردوں کو اجرت پر رکھ لیتی تھیں۔) بسرہ بنت غزو ان کے حوالے سے روایت ہے کہ:

بسرہ بنت غزو انی کان ابوہریرہ اجیرہانی العہد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم (16)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت ابوہریرہ نے بسرہ بنت غزو ان کی مزدوری کی۔ اس عورت نے عرض کی:

فان لی غلاما تجارا قال ان شئت قال فعمات له المنبر (17)

صحیح بخاری میں ایک انصاری خاتون کا ذکر ہے جس نے اپنے بڑھی غلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر تیار کروایا۔ کتابانی طریقہ تجارت:

اسماء مخزہ کے حوالے سے جو روایت بیان کی گئی ہے اس سے خواتین کا یہ تجارتی طریقہ کار واضح ہوتا ہے: اسماء بنت مخزہ خریداروں سے تب قیمت وصول کرتی جب ان کو حاکم وقت کی طرف سے عطیات وصول ہو جاتے تب تک وہ لکھ لیا کرتی تھیں کہ خریداروں کے ذمہ کتنی رقم ہے۔" (۱۸)

(۳) مقرر مقام پر تجارت کرنا: (Trading at specific place)

ام مہد خزاعیہ کے حوالہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے اشیاء فروخت کرنے کے لیے اپنا خیمہ مقرر کیا ہوا تھا۔ (19)

گھر گھر جا کر اشیاء فروخت کرنا: (House Marketing)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کا ایک معروف تجارتی طریقہ گھر گھر جا کر اشیاء فروخت کرنا تھا۔ جیسا کہ حضرت حولا کے متعلق مذکور روایت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ گھر گھر جا کر فروخت کرتی تھیں۔ الغرض تاریخی واقعات و شواہد ثابت کرتے ہیں کہ خواتین نے کسب معاش کے لیے مختلف طریقوں کو اپناتے ہوئے تجارتی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کی اور ان کو مختلف تجارتی مواقع بھی حاصل تھے۔

۱۔ کھیتی باڑی اور باغبانی:

ذرائع کسب معاش میں ایک اہم ذریعہ زراعت سے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی اس میں مختلف انداز سے حصہ لیا۔

۲۔ کاشتکاری:

بخاری میں ایک ایسی خاتون کا ذکر ملتا ہے جو سبزیوں کی کاشت کیا کرتی تھی۔ حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ كانت فینا امرأة تجعل علی اربعانی مزاعة لها سلقا (20)

ہمارے یہاں ایک خاتون تھیں جن کی اپنی کھیتی تھی وہ نالیوں کے اطراف میں چتندر کی کاشت کیا کرتی تھیں۔

۳۔ کھیتی و شجرکاری: عہد نبوی میں خواتین شجرکاری بھی کرتی تھیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کی خالہ نے دوران عدت اپنے کھجور کے درخت کاٹنے کی اجازت ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی مجدی نخلک (۲۱)

کیوں نہیں! کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو۔۔۔)

ام مبشر انصاریہ کے کھجور کے باغ تھے اور وہ شجرکاری کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باغ میں تشریف لے گئے اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (۲۲)

باغبانی:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خواتین کے اپنے باغات تھے جو ان کے لیے حصول آمدنی کا ذریعہ تھے۔ ابو حمید سامری نے طویل روایت بیان کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہم وادی قریٰ گزرے تو ایک عورت پر نظر پڑی جو اپنے باغ میں باغبانی کر رہی تھی۔۔۔ (24)

اس کے علاوہ متعدد خواتین کے نام ملتے ہیں جو دوسروں کے باغات میں باغبانی کرتی تھیں۔

کھیتوں میں کام:

زراعتی حوالے سے ایک اہم پہلو یہ ہے کہ خواتین کھیتوں میں کام کرتی تھیں کھیتوں میں مختلف نوعیت کے کام کرتی تھیں مثلاً گھٹلیاں چنتی اور مزدوری کرتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر نے اپنی شادی کے متعلق طویل روایت ذکر کی ہے جس میں مذکور ہے کہ:

كنت انقل التوى من ارض الزبير ... " (25)

میں زبیر کی زمین سے اپنے سر پر کھجور کی گھٹلیاں لایا کرتی تھی۔۔۔) حر قانامی عورت کے حوالے سے مذکور ہے کہ:

كانت امرأة حبشية تلقط النوى ... (26)

وہ حبشیہ عورت تھی جو گھٹلیاں چنتی تھی۔۔۔) یعنی خواتین کھیتوں میں کام کرنے کا کافی رجحان پایا جاتا تھا۔ اگر خواتین کی اپنی ذاتی زرعی زمینیں اور کھیت وغیرہ نہ ہوتے تو وہ دوسروں کے کھیتوں میں کام کر کے کھاتی تھیں

۵۔ ٹھیکے پر زمین لینا:

ابوداؤد میں ایک روایت ذکر کی گئی کہ عمران بن سہل نے اپنی زمین ایک عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دی تھی۔ فقال: اکر بنا ارضنا فلانة بمائتي درهم (27)

گویا کہ خواتین کسب معاش کے لیے کھیتی باڑی اور باغبانی وغیرہ بھی کرتی تھیں اگرچہ یہ محنت طلب کام تھا لیکن حالات واقعات ثابت کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس میں سرگرم تھیں۔

خواتین کی جنگی سرگرمیوں کی نوعیت:

یہ امر تو طے شدہ ہے کہ شریعت نے دفاع ریاست کی ذمہ داری حکومت پر ڈالی ہے کیونکہ جنگ ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہے۔ لیکن روایات، سوانح، آثار سیرت اور احادیث نبوی بتاتی ہیں کہ اول روز جہاد سے مسلم خواتین اور صحابیات میں روح جہاد موجود تھی۔ اگرچہ میدان جنگ میں جانا ان کے لیے فرض نہ تھا لیکن اس کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد خواتین اسلام کو مختلف غزوات و مہمات میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

معاشی نقطہ نظر سے ان خواتین کی جنگی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین کسب معاش کے لئے جنگ میں حصہ نہیں لیتی تھیں بلکہ کلمہ الہی کی سربلندی کی خواہش اور مختلف رفاہی خدمات سرانجام دینے کے لیے جنگی سرگرمیوں میں شامل ہوتی تھیں لیکن اگر عصر حاضر میں خواتین کی معاشی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو جنگی سرگرمی ایک اہم اور قابل عزت معاشی سرگرمی کے طور پر سامنے آتی ہے۔ آج خواتین کی ایک کثیر تعداد دفاع ریاست کے مختلف شعبوں سے منسلک ہیں اور اس کے ذریعہ باعزت طریقے سے کما رہی ہیں۔

عہد نبوی میں خواتین مجاہدین کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتی تھیں اور مختلف قسم کے کام سرانجام دیتی تھیں جن سے ان کی مختلف صلاحیتوں کا اظہار ہوتا تھا۔

عصر حاضر کے نامور سیرت نگار ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ: بہت سی خواتین اسلام نے متعدد غزوات نبوی اسلام میں بھرپور حصہ لیا تھا ان میں سے کئی تو مشکل مجاہدات کے زمرے میں شمار کیے جانے کے لائق ہیں کہ بیشتر غزوات میں انہوں نے رفاہی خدمات کے ساتھ ساتھ فوجی اور جنگی خدمات بھی انجام دیں۔ (28)

خواتین عہد نبوی کی جنگوں میں شرکت درج ذیل نوعیت کی ہوتی تھی:

افوجیوں کی حوصلہ افزائی:

ام زیادہ اشجعیہ بیان کرتی ہیں کہ وہ غزوہ خیبر میں شامل ہونے والی چھ میں چھٹی عورت میں اور ان کو اس بات پر شامل لشکر ہونے کی اجازت دی کہ وہ سپاہ کو جوش دلانے کے لیے رجز خوانی کریں گی۔ (29)

غزوہ احد میں قریشی خواتین میں گانے بجانے والیوں اور رجز پڑھنے والیوں نے شرکت کی تھی۔ (30)

۲۔ امدادی کاروائیاں:

خواتین جنگوں میں مختلف امدادی کام سرانجام دیتی تھیں۔ خواتین کی امدادی کاروائیاں درج ذیل نوعیت کی تھیں

۱۔ زخمیوں کا علاج معالجہ:

خواتین جنگوں میں جو سب سے اہم کام سرانجام دیتی تھیں وہ زخمیوں کی دیکھ بھال اور ان کا علاج کرنا تھا۔ اس سلسلے میں اہم خواتین کے ای نام درج ذیل ہیں:

۲- ربیع بنت معوذ:

غزوات میں شامل ہوتی تھیں۔ زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو اٹھا کر مدینہ لاتی تھیں۔ (31)

۳- ام سلیم

زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (32)

۳- لیلیٰ الفقاریہ:

طب اور جان میں مہارت رکھتی تھیں۔ زخمیوں کا علاج کرتیں اور مریضوں کے پاس ٹہرتی تھیں۔ (33)

۴- حمہ بنت جش:

زخمیوں کو اٹھاتیں اور ان کا علاج معالجہ کرتی تھیں۔ (34)

۵- ام سنان السلیمہ:

طیب و جراح تھیں اور اس حیثیت سے جنگوں میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ (35)

۶- ام عمارہ:

ان کے پاس پٹیاں تھیں جو زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے تیار کر رکھی تھیں۔ (36)

ب- کھانا فراہم کرنا:

خواتین میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کے لیے کھانے کا انتظام بھی کرتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ کا بیان ہے کہ غزوات میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتی تھیں۔۔۔

فامنع اللحم الطعام۔ (37)

ج۔ زخمیوں کو پانی پلانا:

خواتین میدان جنگ میں زخمی ہونے والوں کو پانی پراتی تھیں تاکہ وہ تازہ دم ہو کر راہ خدا میں لڑیں۔ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ام سلیم: غزوہ احد میں دونوں خواتین مشکیزے اپنی پشت پر لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈالتی۔ (30)

۲- (ام سلیط): حضرت عامر کا بیان ہے کہ فافا کانت تفر لنا القرب يوم واحد۔ (39)

۳- جدہ ضمیر بن شعیب: کانت قد شهدت احد المنسق الباء (40)

غزوہ احد میں شریک تھیں اور پانی پلانے کی خدمت انجام دیتی تھیں۔

۴- حضرت امہ یمن احد تسقی الماء۔ (41)

غزوہ احد میں حاضر تھیں اور پانی پلاتی تھیں۔

سامان رسد کی فراہمی: کاروائی خواتین کی امدادی کاروائیوں میں ایک کارواں یہ بھی تھی کہ وہ میدان جنگ میں لڑنے والے جنگجوؤں کو سامان رسد فراہم کرتی تھیں۔

امہ اشجعیہ کا بیان ہے کہ ہمیں اس بات پر شرکت جنگ کی اجازت ملی کہ ہم تیر اندازوں کو تیر اٹھا کر دیں گی۔ (42)

۳- میدان جنگ میں عملی شرکت:

ایک طرف خواتین کی جنگ میں شرکت بطور معاونات کے بھی تو دوسری طرف خواتین میں اس قدر جوش و جذبہ موجود تھا کہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے وہ لڑنے کے لیے میدان جنگ میں اتر جاتی تھیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل خواتین کے نام سامنے آتے ہیں:

۱- نبیہ بنت کعب: ان کی کنیت ام عمارہ ہے اور کثیت سے مشہور ہیں۔ غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور آپ ان کے رہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں تیر اندازی کی۔ (43)

ام سلیم بنت لطان: جنگوں میں عملی طور پر شامل ہوتی تھیں اور ان کے پاس باقاعدہ جنگی ہتھیار ہوتے تھے۔ (44)

۳- احرام بنت لطان نہایت بہادر خاتون تھیں اور متعدد غزوات میں عملی طور پر شرکت کی۔ (45)

۴- ام حکیم بنت حارث: نہایت باہمت اور بہادر خاتون تھیں اور بوقت ضرورت بلا خوف و خطر میدان جنگ میں گویا خواتین نے میدان جنگ میں امدادی کاروائیوں کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھرپور شرکت کی۔ خواتین کے اپنی بہادری کے جوہر دکھاتی تھیں۔ (46)

مال غنیمت میں سے عطایا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ میں شرکت کرنے والی خواتین کو مال غنیمت میں سے عطیہ دیا کرتے تھے۔ آپ کا خواتین کو مال غنیمت میں سے عطیہ دینا ثابت کرتا ہے کہ جنگ میں خواتین کو شرکت Considerable تھی۔

روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ درج ذیل خواتین کو مال غنیمت میں سے عطیہ دیا گیا۔

نمبر شمار	خاتون کا نام	جس غزوہ میں شامل ہوئیں	حصے کی مقدار
1	ام الفجاءہ بنت مسعود	غزوہ خیبر	مرد کے برابر حصہ (47)
2	حنہ بنت حبش	غزوہ احد اور غزوہ خیبر	تین وسق کھجوریں (24)
3	ام العلاء انصاری	غزوہ احد اور غزوہ خیبر	تین بار (49)
4	ام مطاع اسلمیہ	غزوہ خیبر	مرد کے برابر حصہ (50)

5	ام رش	غزوہ خیبر	چالیس وسق (51)
6	ام سنان اسیمہ	غزوہ خیبر	عظیمت میں سے کچھ حصہ (52)
7	امیہ بنت قیس	غزوہ خیبر	عظیمت میں سے کچھ حصہ (52)
8	کئی بہ بنت سعید	غزوہ احد اور غزوہ خیبر	مرد کے برابر حصہ (54)
9	ام زیاد اشجعیہ	غزوہ احد اور غزوہ خیبر	مرد کے برابر حصہ (55)

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کی جنگ میں شریک کو اور ان کی جنگی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کو مردوں کے برابر حصہ دیا۔ چنانچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خواتین نے جنگی سرگرمیوں کے حوالے سے جو کام رضا کارانہ طور پر کیے آج خواتین وہ کام کسب معاش کے لیے کر رہی ہیں۔ لہذا اگر خواتین حدود و قیود کا خیال کرتے ہوئے وہی کام اجرت وصول کرتے ہوئے سرانجام دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(کتابت و خاطت: Writing and Stitching)

عہد نبوی میں خواتین مختلف فنون میں مہارت رکھتی تھیں اور اس کے ذریعہ کسب معاش کرتی تھیں اور مختلف کاموں میں اپنے فن اور صلاحیتوں کا اظہار کرتی تھیں۔ مثلاً: حضرت شفاء بنت عبد اللہ: کتابت کے فن میں بہت مہارت رکھتی تھیں اور دوسری خواتین کو بھی سکھاتی تھیں۔ (56)

سیدہ ام دردا: تختی پر لکھنے کی مشق کیا کرتی تھیں اور طلباء کو تختی پر لکھنا سکھایا کرتی تھیں۔ (57) ای طرح عہد نبوی میں کپڑے سلائی کرنے کا رواج بھی تھا اور خواتین نے اس کو بطور ذریعہ کسب معاش اپنایا ہوا تھا۔ البتہ عصر حاضر میں ایک کثیر تعداد خواتین خیاطت (سلائی) کے ذریعہ باعزت طریقے سے کمزاری ہیں۔

۵۔ کشیدہ کاری و دستکاری:

عہد نبوی میں خواتین کشیدہ کاری اور دستکاری میں مہارت رکھتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون آپ کے پاس ایک چادر لے کر آئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی نجست ہندہ۔ (کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے ہاتھوں سے اس پر کشیدہ کاری کی ہے۔ (58)

حضرت زینب زوجہ ابن مسعود کشیدہ کاری اور دستکاری میں بہت مہارت رکھتی تھیں۔

كانت امر قضاء ، و ليس عبد الله بن مسعود ال كانت تنفق عليه و على ولده من شمن صنعنا (59)

وہ ایک کاریگر خاتون تھیں اور ابن مسعود بالکل مفلس تھے ان کی زوجہ اپنی صفت سے جو کچھ کمائی وہ شوہر اور بیٹے پر خرچ کرتی تھیں۔

۶۔ دباغت (چڑے کا کام):

عہد نبوی میں خواتین کے لیے ایک اہم ذریعہ معاش دباغت تھا۔ خواتین کھال کو دباغت دے کر چڑا بناتی تھیں پھر اس کی مختلف اشیاء بنا کر فروخت کرتی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کام میں بہت مہارت رکھتی تھیں۔ مذکور ہے کہ: ان رسول اللہ رأی امرأة فانی امرأة زینب ولہی تمعس منیہ لہا (60)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیوی زینب کے پاس گئے تو وہ، اس وقت کھال کو دباغت دے رہی تھیں۔

حضرت سودہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس صنعت میں مہارت رکھتی تھیں۔ ان کے بارے میں روایت ہے کہ: وکانتمن احسن حالا کانت تعمل الأدهم الطائفی (61) (وہ سودہ رضی اللہ عنہ ان میں سب سے زیادہ اچھے حال والی تھیں وہ طائفی چڑھ بناتی تھیں۔)

۷۔ چرخہ کا تناور کپڑا بنانا:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خواتین سوت کاٹ کر اور پھر اس کی بنائی کر کے کپڑا تیار کر کے بیچتی تھیں اور اس کے ذریعہ رزق حلال کماتی تھیں۔

شعیبہ نامی خاتون اون اور کھجور کے درخت کی چھال جمع کیا کرتی تھیں جسے کات کر گولہ وغیرہ بناتی تھیں۔ (62)

فاطمہ بنت ولید خود بیان کرتی ہیں کہ کانت فی الشامہ تلبس الحجاب من ثباب الخزر (63)

کہ جب میں شام میں تھی تو اپنے خیمے ریشمی کپڑے سے بنائی تھی۔

امام بخاری نے کتاب اللباس کے باب لبس القسی کے ترجمہ الباب میں لکھا ہے کہ:

قصبۃ / قسی ریشمی کپڑے اشامل یا مصر سے آتا تھا و کانت المستقر البعوت تحصن مثل الطائف یصفونھا (64)

اور عورتیں اس کو اپنے شوہروں کے لیے قطائف (چادروں کی مانند پھیلا کر بنا کرتی تھیں۔)

۸۔ رنگ سازی

عہد نبوی میں خواتین رنگ سازی میں بھی مہارت رکھتی تھیں اور کیار بعض خواتین نے اس کو بطور پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔

بنو اسد کی ایک خاتون کا بیان ہے کہ: کنت یوم عند زینب امر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نحن شباہا لھا بمنفرة (65)

میں ایک دن زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑوں کو خرم سرخ رنگ رہے تھے۔

امہ لیلی تصبیغ لھا در عھا نمادھا و ملحقھا کل شہرو تختغب غمسا

امہ لیلی اپنی بھتیجی کے لیے قمیض، پاور اور اوڑھنی ہر مہینے رنگا کرتی تھیں اور اس طرح کپڑوں کو رنگ دار پانی میں ڈبوتی تھیں۔

گویا عہد نبوی میں خواتین مختلف ہنر و فن جانتی تھیں اور انہوں نے اپنی ان صلاحیتوں کو ضائع نہیں کیا بلکہ حالات کے مطابق ان کا بھرپور استعمال کیا۔

۹- چرواہی:

عہد نبوی میں خواتین کی ایک اہم سرگرمی بکریاں چراتا تھا اور خواتین کے لیے چراہی کا پیشہ معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ حضرت معاویہ بن حکم بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک لونڈی تھی جو اح اور جوانیہ کے علاقوں میں میری بکریاں چراتی تھیں۔ (67) سلامیہ الغنیہ اپنے گھر کی بکریاں چرایا کرتی تھیں۔ (68) انیسہ بنت خبیب اپنے قبیلے کی بچیوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتی تھیں۔ (69) سلامہ بنت حرالازدیہ بیان کرتی ہیں کہ کنت ارمی غنمانی بدالاسلام۔ (70) (میں ابتدائے اسلام میں بکریاں چرایا کرتی تھی۔) کعب بن مالک کی لونڈی ضلع پہاڑ کے قریب بکریاں چرایا کرتی تھی (71) چروائی کا پیشہ زیادہ تر لونڈیوں اور باندیوں سے متعلق تھا۔

۱۰- پیش خدمت گزاری:

یہ اصلاً خاتونی پیشہ تھا۔ عرب میں باندیاں یا خدمت گزار خواتین رکھنے کا عام رواج تھا۔ عہد نبوی میں متعدد خواتین کے نام سامنے آتے ہیں جو گھروں میں خادمہ کا کام سرانجام دیتی تھیں۔ ان خواتین کے نام درج ذیل ہیں:

01	ام سلیم بنت لحان	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 72
02	ام مسلم	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔ 73
03	ام مہاجر رومیہ	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ 74
04	سلمیٰ ام رافع	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 75
05	صفیہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 76
06	فضنتہ النبویۃ	حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا۔ 77
07	خنصرہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 78
08	سید و برکت بنت تعلیم	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 79
09	سیدوز متومی	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 80

[81]	ریاست مدینہ اور خواتین کی معاشی کفالت سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں	
نمبر شمار	خادمہ کا نام	جس کی خدمت گزار کر رہی تھیں
10	سیدہ ماریہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 81
11	ازینہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 82
12	برہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 83
13	برسہ الحبشہ	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ 84
14	امہ عباس	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 85
15	امیمہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 86
16	میمون بنت سعد	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 87
17	حضرت خولہ	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 88
18	ام محجن	خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ 89
19	سیدہ روضہ	مدنی خاتون کی خدمت گزار۔ 90
20	ابریہ	نجاشی کی خدمت گزار۔ 91

گویا کہ عہد نبوی ملائی میں خواتین کی ایک کثیر تعداد اس پیشے سے وابستہ تھی اور دور حاضر میں بھی معاشی طور پر کمزور متعدد خواتین گھروں میں کام کر کے کماتی ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں اس پیشے کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا حالانکہ محنت کرنے میں کوئی عار نہیں۔

مشاغلگی (سجائے اور سنوارنے کا کام): Beauty Paroling

اسلام دین حسن و جمال ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ عہد نبوی میں بھی خواتین میں زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کا رجحان موجود تھا بلکہ متعدد خواتین ایسی تھیں جو اس فن میں مہارت رکھتی تھیں اور دوسری خواتین کو سجاتی سنوارتی تھیں۔ مثلاً: حدیث سے ثابت ہے کہ چند انصاری خواتین نے حضرت عائشہ کو دلہن بنایا فرماتی ہیں:

فاسلمتني اليهن فاسلخن من شأني - (72)

میری والدہ نے مجھے ان (انصاری خواتین کے سپرد کر دیا اور انہوں نے مجھے سنوارا۔)

اسماء بنت یزید اشلہ مشاغلگی میں مہارت رکھتی تھیں اور انہوں نے حضرت عائشہ کی مشاغلگی کی تھی۔ (73)

برہ بنت صفوان کے متعلق مذکور ہے کہ: انہا كانت ماشطة نقين السأبيكة - (74)

(وہ کنگھی کرنے والی خاتون تھیں اور مکہ کی عورتوں کو سجاتی سنوارتی تھیں۔)

ام غیلان دوسریہ: ان کا تعلق قبیلہ دوسو سے تھا كانت تمشط النساء (75)

ام سنان اسلمہ بیان کرتی ہیں کہ: کنت فیمن حضر عرس صفیۃ فسطناھا (76)

(ہم میں حضرت صفیہ کی شادی میں موجود تھی ہم نے ان کو بنایا سنوارا)

ام رعلہ: یہ خاتون پیشہ ور مشاطہ تھیں انہوں نے آپ سے باقاعدہ اس پیشہ کو اختیار کرنے کی اجازت لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا امہ ارعلہ قینھن و زینتھن اذا کسدن (77)

اے امہ ارعلہ! انہیں (خواتین) زیب و زینت سے آراستہ کر دیا کرو جب وہ ماند پڑھ جائیں۔)

یعنی عہد نبوی سی کی راہ میں اس فن میں مہارت رکھنے والی خواتین نے اس کو اپنے لیے آمدنی کا ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ دور حاضر میں بھی خواتین کی کثیر تعداد اس شعبہ سے وابستہ ہے اور اس کو (Beauty Parlor) کا نام دے دیا گیا ہے۔ الغرض احادیث و روایات اور مختلف شواہد واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں خواتین نے حصول رزق حلال کے لیے مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

حالات کے پیش نظر انہوں نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی معاشی ضروریات کو پورا کیا اور اپنے وقت اور ہنر و فن کا درست استعمال کر کے اسلامی معاشرہ میں فعال اور مثبت کردار ادا کیا۔ لہذا دور حاضر میں بھی مسلمان خواتین ان کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو کر حدود قیود کا خیال رکھتے ہوئے حالات و ضروریات کے تقاضوں کے مطابق اپنی معاشی ضروریات کی خود کفیل ہو سکتی ہیں۔

حواشی حوالہ جات

- 1- المنجد صفحہ ۳۲۰ تحت اللفظ رائیں
- 2- لسان العرب ج (6) صفحہ (90)
- 3- لسان العرب ج (6) صفحہ (91)
- 4- لسان العرب ج (6) ص (91)
- 5- صحیح ابن حبان بترتیب اب بلال الحمد التیمی (16، 367)
- 6- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا
- 7- بانگ دراکلیات اقبال ۱۸
- 8- بانگ دراکلیات اقبال 248
- 9- اعراف آیت 172
- 10- نیالنی 1903 عہد نبوی میں ریاست نشوز و ارتقاء
- 11- تاج العروس ج 3- ص 190
- 12- شرح صحیح مسلم ج 803
- 13- الاعراف آیت 96
- 14- الحج آیت 41-40

- 15- تفسیر ضیاء القرآن، ج ۳- 219 تفسیری حاشیہ نمبر 56
- 16- ایسٹلک: 15
- 17- الحجر: 20
- 18- الجمعہ: 10
- 19- احمد بن حنبل امام المسند، رام است (بیروت، مؤسسة الرسالة (۲۰۰۱) حدیث نمبر: ۴۶۸۵ ہے۔
- 20- ابن کثیر^۱ اسماعیل بن عمر (ابو القداء البدایة والنهاية، لاهور: المكتبة القروسیہ، ۱۹۸۴ء) ج: ۸، ص: ۲۹۷۔
- 21- ابن ماجہ،^۱ محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ (کراچی: مطبوعہ نور محمد، کان، کتاب التمارات) باب السوم، حدیث نمبر: ۳۲۰۳۔
- 22- ابن اثیر^۱ محمد بن محمد عبد الکریم اسد الغایة فی معرفة الصحابة (بیروت: دار المکتب العلمیہ سکا- انجی: ص: ۴۹۰) ما فیضاء ص: ۱۰۸۔
- 23- الیتاء- میں: ۸۱
- 24- ابن ابی، حجر، احمد بن علی عسقلانی، الاصابۃ تمهید الصحابة (مصر: دار صادر ۱۳۲۸م) ج: ۲، ص: ۲۵۲۔
- 25- بناری، محمد بن اسماعیل امام الصحیح البخاری (کتاب الیسوع، باب البقار)
- 26- ابن اثیر محمد بن محمد عبد الکریم (اسد الغایة فی معرفة الصحابة) ج: ۸، ص: ۰۸
- 27- ابن حجر احمد بن علی عسقلانی (الاصابة فی تمهید الصحابة) ج: ۴، ص: ۴۹۰
- 28- بناتی: محمد بن اسماعیل، امام الصحیح البخاری، کتاب، الجمعہ باب: قول اللہ تعالیٰ فاز، قضیت الصلاة (پیش مھر ۱۳۸۹)
- 29- تیری، مسلم بن حجاج امام الجامع ام کتاب الطلاق، باب (جواز خروج المعتدة البائنة، ملوف عنہا و جهات النهار) حدیث نمبر ۱۴۸۳
- 30- الینا کتاب المساقاة والمزارع، باب (فضل العروس والزرع) حدیث نمبر ۱۵۵۲
- 31- الینا، کتاب الجہاد والسير، باب (رد المهاجرین، انی الانصار ما نهم) حدیث نمبر- اے
- 32- بخاری محمد بن اسماعیل امام الصحیح البخاری کتاب ازکوة (باب: حزم التمر) حدیث نمبر ۱۳۸۱۔
- 33- ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، الاصابۃ فی تمهید الصحابة، جلد نمبر (۳۴، ص: ۴۸۴)
- 34- الوداؤد سلیمان ابن اشعث امام سنن الوداؤد (بیروت: المكتبة المصریت کان، کتاب الیورغ) باب نفی التشدید ذلک،
- 35- بسین مظہر صدیقی ڈاکٹر، نبی اکرم اور خواتین (لاہور: میٹروپورٹرز ۲۰۱۱ء) ص: ۱۱۔
- 36- الوداؤد سلیمان ابن اشعث، امام سنن الوداؤد (کتاب الجہاد) باب: فی المرأة ولعبادہ بجریان من الغنیمۃ حدیث نمبر ۲۹۷۲۔
- 37- واقدی، محمد بن عمر، کتاب الغازی (مقام واشاعت نذار ونشروانش اسلامی: ۱۴۰۵م) ص: ۲۰۳۔
- 38- بخاری امام، الجامع ای، کتاب الجہاد والسير، باب (مداوة النساء مع الرجل) حدیث نمبر: ۲۱۔
- 39- مسلم، امام، الجامع اسم، کتاب الکھاو، والسير باب (غزوۃ النساء مع الرجال) حدیث نمبر ۲۱۷۷۔
- 40- قرطبی، یوسف بن عبد اللہ امام، اسعیاب فی معرفة اصحاب (بیروت، دار الفکر: ۲۰۰۷) ج: ۲، ص: ۵۹۴۔
- 41- ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمهید الصحابة، ج: ۲، ص: ۲۷۵۔
- 42- محمد بن سعد، امام الطبقات الکبری، ج: ۸، ص: ۳۱۳۔

- 43: الیناء، ص: ۳۰۲۔
- 44: مسلم، امام، الصحیح البخاری، کتاب الجہاد السیر، باب عدد غزوات النبی، حدیث نمبر: ۲۱۷۵۔
- 45: الیناء، باب، غزوة النساء مع الرجال، حدیث نمبر: ۲۱۸۔
- 46: بخاری، امام البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب، جعل النساء القرب الی الناس فی الغزو، حدیث نمبر: ۲۸۸۱۔
- 47: محمد بن سعد، المام، الطبقات الکبری، ج: ۸، ص: ۳۱۳۔
- 48: ابن حجر عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۲، ص: ۴۳۳۔
- 49: ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی المرأة والعبد یجریان من الغنیمۃ، حدیث نمبر: ۲۷۲۹۔
- 50: مسلم، امام الجامع مع، کتاب، الجہاد و السیر، باب: غزوة السامع الرجال، حدیث نمبر: ۲۱۷۵۔
- 51: ابن حجر الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۲، ص: ۳۳۱۔
- 52: هم ایضاً، ص: ۵۵۔ ہم ترمذی، یوسف بن عبد اللہ، امام، الاسعاب فی معرفة الاصحاب، ج: ۲، ص: ۵۹۔
- 53: ابن حجر عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۲، ص: ۳۶۔
- 54: ایضاً، ص: ۷۵۔
- 55: محمد بن سعد، امام، الطبقات الکبری ج: ۸، ص: ۴۵۹۵۰۔
- 56: ابن حجر عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۲، ص: ۴۹ ایضاً: ۲۹۴۔
- 57: محمد بن سعد، امام، الطبقات الکبری، ج: ۲، ص: ۲۹۲۔
- 58: ایضاً، ۴۹۳۔
- 59: ابن حجر عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۲، ص: ۳۹۔
- 60: ابوداؤد اور سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی المرأة للعمل بجریان، من الغنیمۃ، حدیث نمبر: ۲۷۲۹-۵۶۔
- 61: ابوداؤد اور سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب، فی الرق، حدیث نمبر: ۵۸۸۷۔
- 62: محمد ابن المسعود، تاریخ مدینہ المنورہ (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۹ء) ص: ۲۳۰-۵۸۔
- 63: بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع البخاری، البیوع، باب: النساخ، حدیث نمبر: ۲۵۹۳۔
- 64: ابن اشیر، علی بن محمد، اسد الغابۃ، فی معرفة الصحابة، ج: ۲، ص: ۱۲۳-۲۰۔
- 65: مسلم، امام، الجامع اسم، کتاب النکاح، باب: عزب من رأى امرأتہ، حدیث نمبر: ۱۳۰۳۔
- 66: ابن حجر عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابه، ج: ۲، ص: ۲۸۹-۲۲۔
- 67: ایضاً: ۹۳-۳۴۵۔
- 68: ابن اشیر، علی بن محمد اسد الغابۃ فی معرفة الصحابة، ج: ۲، ص: ۲۲۹۔
- 69: بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجمع الثانی، کتاب اللباس، بلبیس القیسی، ترجمۃ الباس: ۹۵۔
- 70: ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب: فی الحرۃ، حدیث ۲۰۔

- 71: ابن اثیر، اسد الغایۃ، فی معرفۃ الصحابہ، ج 2، ص: ۲۵۱
- 72: مسلم، امام، الجامع صحیح کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب: تحريم الکلام فی الصلوۃ، حدیث نمبر: ۵۳۷۔
- 73: ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ج 2، ص: ۱۴۷۔
- 74: ایضاً، ص: ۲۴۴-۷۰۔ ابن اثیر، علی بن محمد اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج: ۲، ص: ۱۴۷۔
- 75: تاراتات، تاریخ ارض القرآن، ج: 2، ص: 256 العراف آیت 85
- 76: جنوری تا جون، ۲۰۱۵ آبیاری محمد بن اسماعیل امام الجامع البخاری، کتاب الذبات والحید باب: ذبیحة امرأة والآية، حدیث نمبر: ۵۵۰۵ ہے، ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ج: ۲/۴، ص: ۴۹۱۔
- 77: ایضاً، ص: ۵۰-۵۵، ایضاً، ص: ۳۳۳-۳۵۱، ایضاً، ص: ۸۳۸-۸۳۹، ایضاً، ص: ۲۸۵
- 78: ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغاب فی معرفۃ الصحابہ، ج: ۲، ص: ۳۵
- 79: ایضاً: ۱۱۱
- 80: ایضاً: ص: دے۔
- 81: ابن حجر عسقلانی الاصابۃ تمییز الصحابہ، ج: ۲، ص: ۸۳-۳۰۲
- 82: ایضاً، ص: ۲۵۱-۸۳-ایضاً، ص: ۲۴۹
- 83: ایضاً، ص: ۳۸۱
- 84: ایضاً، ص: ۲۳۸
- 85: ایضاً، ص: ۴۱۳
- 86: ایضاً، ص: ۲۹۴
- 87: بخاری، امام، الجامع البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: اس اسکی والتقاط۔ حدیث نمبر: ۴۵۸
- 88: ابن اثیر، علی بن محمد، علی بن محمد اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج: 2، ص: ۱۲۱
- 89: محمد بن سعد، امام، الطبقات الکبری، ج: 8، ص: ۱۳۱
- 90: بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع البخاری، کتاب المناقب الانصار، باب: ترویج النبی، عائشہ، حدیث نمبر: ۳۸۹۴
- 91: ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد: جلد نمبر ہے، ص: ۸۔
- 92: ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ج: ۲، ص: ۲۵۲
- 93: ایضاً، ص: ۴۸۲
- 94: ایضاً، ص: ۴۹۲
- 95: ایضاً، ص: ۴۴۹

References

1. Al-Manjad, p. 320 , under al-Shabd-e-Rais
2. Lisan Al Arab C(6) Safar(90)

3. Lisan Al Arab C(6) Row(91)
4. Lisan Al Arab C (6) p. 91
5. Saheeh Ibn Hibbaan, ab Bilal al-Muhammad al-Tamimi (16, 367)
6. Encyclopedia Britannica
7. Responses to P, salm 18
8. Praise God 248
9. Airaf, Ayat 172
10. New Al-Ni 1903 State of The Prophet's Rule
11. Crown of the Bride Part 3 - p. 190
12. Sharh Sahih Muslim, Vol. 803
13. Airaf, Ayat: 96
14. Al-Hajj verses 41-40
15. Tafseer Zia-ul-Quran, vol. 1. 219 Exegesis Commentary No. 56
16. Surat Mulk, Ayat: 15
17. Al-Hajar: 20
18. Al-Jumu'ah:10
19. Ahmad bin Hanbal Imam al-Musnad, Ram Ast (Pirut, Mussat al-Risala (2001), Hadith No. 46485.
20. Ibn Kathir ¹Ismail bin Omar (Abu al-Fida al-Bidaya wa al-Nahaya, Lahore: Al-Qardsiyya Library, 1984) c: 8, p. 297-
21. Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Imam, Sunan Ibn Majah (Karachi : Noor Muhammad, Kan, Kitab al-Tamarat), Bab al-Soom, Hadith No. 3204.
22. Ibn Atheer ¹Muhammad bin Muhammad Abdul Karim Asad The purpose of knowing the Companions (Sirot: Dar Al-Maktab Al-Alamiyya Ska-Engi: p. 490) What else is it: 108
23. Elijah. Me: 81
24. aan, Hungary, Ahmed Ben¹ Ali Asakalani, Al-Asabtni - The Companionship of the Companions (Egypt: Warsad, 1328 AD) Part 2: p. 252-
25. Banari, Muhammad bin Isma'il Imam al-Sahih al-Bukhari (Kitab al-Basiwa, Bab al-Baqir)
26. Ibn Athir Muhammad bin Muhammad 'Abd al-Karim (Usdul Ghaba fi al-Ma'rqat al-Sahaba), vol. 8
27. Ibn Hajar Ahmarald ibn Ali Ashkelani (Injury in Distinguishing the Companions C: 04, 49
28. Makti: Muhammad bin Isma'il, Imam al-Sahih al-Bukhari, Kitab, Al-Jumu'ah, Chapter: Qul-e-Allaah Al-Faaz, Qadyat al-Salaah (p. 1389)
29. Teri, Muslim bin Hajjaj Imam al-Jami Umm Kitab-ul-Talaq, Bab (Wajib-e-Khuroj al-Mutadah al-Bayan, Miltuf anha Ruzhat al-Nihaar) Hadith No. 1483
30. to us the book of the musqaat and the farmer, chapter (the virtue of the bride and the planting) hadith number 1552
31. Alina, Kitab-ul-Jihad wal-Sir, Bab (Radd-ul-Muhajirin, Afi al-Ansar Manham) Hadith No. 0
32. Bukhari Muhammad bin Isma'il Imam al-Sahih al-Bukhari, Kitab-e-Izwa, Chapter: Hazm al-Tamar, Hadith No. 1381
33. Ibn Hajar Ahmad ibn 'Ali 'Ashkalani, The Injury in Distinguishing the Companions, Jelnember (34, Y: 484)
34. Al-Dawud Suleiman ibn Ash'at Imam Sunan Abu Dawud (Beirut al-Maktabat al-Misrit al-Qur'an, Kitab al-Yurg)
35. Yasin Mazhar Siddiqui Doctor, Nabi Akram and Women (Lahore: MetroPrinters 2011), p. 11:
36. Abu Dawud Sulaiman bin Ash'at, Imam Sunan Abu Dawud (Book of Confusion) Chapter: Fi al-Mar'ah wa'l-Ibad, Yajrayan min al-Ghanimah, no. 2729.
37. Al-Waqidi, Muhammad ibn 'Umar, Kitab al-Ghazi (1405 A.D.), 203.
38. Bukhari Imam, Al-Jami'i, Kitab Jhalad-ul-Seer, Bab (Madawat-un-Nissa with al-Rijal) Hadith No. 21.
39. Muslim, Imam, Al-Jami Asam, Kitab al-Khaw, Wal-Seer Bab (Ghazwat-un-Nisa with al-Rijal) No. 2177.

40. Qurtbani, Yusuf bin Abdullah Imam, Isa'ib fi Marifa, Ashab (Beirut, Wara Ghilar, 2007), vol. 2, p. 594.
41. Ibn Hajar al-Asqalani, al-Isabah fi Tamheez al-Sahaba, vol. 2, p. 275.
42. Muhammad ibn Sa'd, Imam al-Tabaqat al-Kubra, vol. 8, p. 313.
43. P:302-
44. Muslim, Imam, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab Al-Jallad al-Sir, Bab-e-Ghazwat al-Ni, Hadith No. 2175.
45. Esa Bab, The Battle of Women with Men, Hadith No.: 218
46. Bukhari Imam al-Bukhari Kitab al-Jahad wa Aseer Bab, Camel of Women Proximity to People in Ghird, Hadith No.: 2881
47. Muhammad ibn Sa'd al-Maam, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 8, p. 313
48. Ibn Hajar Askalani, the injury in the Companion's Interpretation, vol. 2, p. 433
49. Abu Da'ud, Sulayman ibn Is'at, Imam, Sunan Abu Da'ud, Kitab al-Jihad, chapter on the woman and the slave running from the booty, hadith no. 2729
50. Muslim in front of the Meg Mosque, Kitab, Jihad and Sir Bab: The Battle of the Listener of Men, Hadith No.: 2175
51. Ibn Hajar al-Isha'bah fi Ta'iz al-Sahaba, vol. 2, p. 331
52. They are also p. 5 AD - m Tartabni, Yusuf bin Abdullah, Imam, Al-Asbaab fi Knowing the Companions, vol. 2, p. 59
53. Ibn Hajar Asqalani injury in the distinction of the Companions, c: 2: p. 36
54. Illumination, p. 475
55. Muhammad bin Sa'd, Imam, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 8, p. 45950
56. Ibn Hajar Isqalani, al-Isha'a, fi Ta'iz al-Haba, vol. 2, p. 49 also: 294
57. Muhammad ibn Sa'd, Imam, al-Tabaqat al-Kubra, c: p. 292
58. Ibid, 493
59. Ibn Hajar Asqalani, The Injury in the Distinction of the Companions, vol. 2, p. 39
60. Abu Da'ud or Sulayman ibn Is'at, Imam, Sunan Abu Da'ud, Kitab al-Jihad, chapter on the woman working in flow, from the booty, hadith no. 2729-56
61. Abu Dawud and Sulaiman ibn Ash'at, Imam, Sunan Abu Dawud, Kitab al-Tabaab, Bab, Fi al-Ruq, Hadith No. 5887
62. Muhammad Ibn al-Ma'bawar, Tarikh-e-Madina al-Munawara (Lahore, Maktaba Rahmania, 1999), pp. 240-58
63. Al-Bukhaari, Muhammad ibn Isma'il, Imam, al-Jami al-Bukhaari, al-Bayu'
64. Ibn Atheer, 'Ali ibn Muhammad, Asdal al-Ghaba, in al-Maarifa al-Sahaba, c, p. 123-20
65. Muslim, Imam, Al-Jami Asam, Kitab-ul-Nikah, Chapter: Azb Min Ra'i Amrat. Hadith No. 1303
66. Ibn Hajar Asqalani injury in the distinction of the Companions, vol. 2, pp. 289-22-
67. Ibid, 345-93
68. Ibn Atheer, 'Ali ibn Muhammad Asad al-Ghabah fi 'Arif al-Sahaba, vol. 2, p. 229
69. Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, Imam, plural al-Khari, Kitab al-Tabib b Iblis al-Qaisi, translation of al-Bass: 95
70. Abu Dawood, Suleiman ibn Ash'ath, Imam, Sunan Abu Dawood, Kitab al-Bas, Chapter: Qay al-Hamra, Hadith A20.
71. Ibn Atheer, The Lion of the End, in the Knowledge of the Companions, vol. 2, p. 251
72. Muslim, Imam, Al-Jami Saheeh Kitab-ul-Masjid wa Ma'ad-e-Salat, Chapter: Tahrir al-Kalam fi Sallaah, Hadith No. 537.
73. Ibn Hajar Asqalani, Injury in Distinguishing the Companions, vol. 2, p. 147.
74. Ibid., pp. 244-0. Ibn Athir, 'Ali b. Muhammad Usdul Ghaba fi Marifa al-Sahaba, p. 147.
75. Tar to Raat, Tarikh-ul-Quran, vol. 2, p. 256 al-Araf verse 85
76. January to June, 2015, Abiyari Muhammad bin Isma'il Imam al-Jami al-Bukhari, Kitab al-Dhabat wa'l-Hayd, Chapter: Zabiha Amrat wa'l-Ayyah, Hadith No. 5505, Ibn Hajar Asqalani, Al-Isaba fi Tamiz

- al-Sahaba Aj: 2/M: 491. Elena, M:49
 77. Elena, pp. 50-5 Elena, p. 333- Wallina, m. 351. Elena, p. 388 Elena, p. 285
 78. Ibn Atheer, 'Ali ibn Muhammad, The Lion of the Jungle in the Knowledge of the Companions, vol. 35
 79. Ibid. 111
 80. Ibid. p. 1.
 81. Ibn Hajar al-Asqalani al-Isabata tameez al-sahaba, vol. 83, p. 83-302
 82. 22:251-83-83-100-249
 83. Ibid, p.s.: 381
 84. Ibid, pp. 238
 85. Ibid, pg. 413
 86. Ibid, p.: 294
 87. Al-Bukhaari, Imam, al-Jami al-Bukhari, Kitab-ul-Salat, Bab, Iski Wa'l-Taqaat, Hadith No. 458
 88. Ibn Athir, 'Ali b. Muhammad, 'Ali b. Muhammad Usdul Ghaba fi Marifat al-Sahaba, vol. 2, p. 121
 89. Muhammad ibn Sa'd, Imam, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 8, p. 131
 90. Bukhari, Muhammad bin Isma'il, Imam, Al-Jami al-Bukhari, Kitab al-Manaqib al-Ansar, Chapter: Turoj-un-Nabi, Aisha, Hadith No. 3894
 91. Ibn Athir, 'Ali b. Muhammad, Usdul Ghaba fi Marifat al-Sahaba, vol. 8.
 92. Ibn Hajar al-Asqalani, al-Isaba fi Tamiz al-Sahaba, vol. 2, p. 252.
 93. Elena, M:482
 94. Al-Dha, p. 492
 95. Al-Dha, p:49